https://primeurdunovels.com/

منزلوں کا راستہ تم

کبھی خوابوں، کبھی دعاؤں اور کبھی آنسوؤں میں — اب سمجھ آیا کہ منزل نہیں، خود تم ہی منزل تھے۔

انگبین فاطمہ

(مکمل ناول)

منزلوں کا راستہ تم

از قلم: انگبین فاطمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Dedicated to every wandering soul...

ہر اُس دل کے لیے جو اپنی منزل کی جانب چل تو پڑا،

مگر راستے میں کہیں بھٹک گیا۔

اُن قدموں کے نام

جو ٹوٹ کر بھی چلنا نہیں چھوڑتے

جو ٹوٹ کر بھی مر نہیں جاتے،

اور اُن لوگوں کے نام

جو خود کو کھو دینے کے باوجود

منزل کی تلاش چھوڑتے نہیں۔

یہ میرا پہلا ناول "منزلوں کا راستہ تم"

اُن سب کے لیے ہے جو سفر میں ہیں،

اور اُن راستوں کے لیے جو انسان کو

بنا بھی دیتے ہیں اور بکھیر بھی دیتے ہیں۔

About My Book — "Manzilon Ka Raasta Tum"

"منزلوں کا راستہ تم" ایک کہانی ہے احساسات، جدائی، تقدیر، معافی اور واپسی کی۔

یہ اُن لوگوں کی کہانی ہے جو اپنے ماضی سے بھاگتے ہیں،

اپنی غلطیوں میں گم ہو جاتے ہیں،

اور پھر کسی موڑ پر انہیں احساس ہوتا ہے...

کہ اصل منزل انسان نہیں، احساس ہوتا ہے۔

یہ ناول اُن روحوں کے سفر کو بیان کرتا ہے

جو ٹوٹ کر بھی مضبوط رہتی ہیں،

دھوکے کھا کر بھی محبت کی قدر جانتی ہیں،

اور درد سہہ کر بھی کسی کی خیر مانگتی ہیں۔

یہ کتاب سکھاتی ہے کہ

انسان غلطیوں سے بنتا ہے

معافی سے سنورتا ہے

اور محبت سے مکمل ہوتا ہے

یہ کہانی اُن راستوں کی ہے

جن پر چل کر ہم خود کو پاتے ہیں

یا ہمیشہ کے لیے کھو دیتے ہیں۔

اگر آپ نے کبھی زندگی میں

کسی کو کھویا ہے،

کسی سے لڑا ہے،

کسی کے واپس آنے کا انتظار کیا ہے—

تو یہ ناول آپ کے دل سے سیدھا بات کرے گا۔

انگبین فاطمہ

کیا تم نہیں دیکھتے

اُس شخص کو

جو سب کچھ ہار چکا ہے—

اور پھر بھی یوں لگتا ہے

جیسے اُس نے سب کچھ پا لیا ہو؟

اگر کبھی تمہاری ملاقات ہو

اُس شخص سے،

تو بس اتنا سا پوچھ لینا:

"کیا تم ٹھیک ہو؟"

مگر اس انداز میں نہیں

کہ اُس کا دل

اور بکھر جائے۔

اور کیا تم کبھی ملے ہو

ایسے شخص سے

جو اندر سے ٹوٹ چکا ہو،

مگر باہر

خود کو صرف مضبوط دکھاتا ہو؟

مگر کیا صرف

مضبوط نظر آنا

واقعی

کسی کے لیے

کافی ہوتا ہے...؟

وہ اس وقت کرسی سے بندھی ہوئی تھی۔

اُس کے سر سے بہتا ہوا خون، چہرے کو چھوتا ہوا ٹھوڑی تک آ رہا تھا۔

ہاتھ مضبوط رسیوں میں جکڑے تھے۔

اُس نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں،

مگر ہر طرف اندھیرا تھا۔

وہ کہاں تھی—اُسے معلوم نہ تھا۔

یہاں کیوں لائی گئی تھی—یہ بھی نہیں جانتی تھی۔

اچانک دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

کوئی اندر داخل ہوا۔

اُس نے اُس چہرے کو دیکھنے کی کوشش کی،

مگر اندھیرے نے اجازت نہ دی۔

خوشخبری (رائٹرز متوجہ ہوں)

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور ان کی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ اگر آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔

مزید معلومات کے لئے نیچے دیئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email: aatish2kx@gmail.com

وہ قدم اٹھاتا ہوا اُس کے قریب آ کر رک گیا۔

پھر ایک آواز،

برف جیسی سرد،

اُس کے کانوں سے ٹکرائی—

"تو ہم دوبارہ مل ہی گئے۔"

یہ وہ آواز تھی

جسے وہ کبھی بھلا نہیں سکتی تھی۔

کیا اُسے پھر سے

اُس اندھیرے غار میں لا کھڑا کیا گیا تھا

جہاں سے واپسی ممکن نہیں تھی؟

ہاں...

شاید اب واقعی

واپسی ممکن نہ تھی۔

اُس کے دل نے اعتراف کر لیا—

یہ سب اُس کے گناہوں کی سزا تھی۔

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں
تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا
پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی
تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے
ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر
ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس)اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر
پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

اور اُس نے خاموشی سے

یہ اعتراف قبول کر لیا۔

کبھی کبھی انسان کی ایک غلطی

اُسے ایسی جگہ لا کھڑا کرتی ہے

جہاں سے چاہے جتنی بھی کوشش کر لے،

وہ خود کو ہر انجام سے

نہیں بچا سکتا۔

مگر غلطی تو

ہر ایک سے ہو جاتی ہے—

پھر یہ سوال کیوں

کہ سزا صرف

کچھ ہی لوگوں کے حصے میں آتی ہے؟

کیا سب کو

توبہ کا حق نہیں ہوتا؟

یا پھر

کچھ خطائیں

ایسی بھی ہوتی ہیں

جن کی قیمت

پوری زندگی بن جاتی ہے؟

وہ اس وقت ہسپتال کے کوریڈور میں کھڑی تھی۔

اُس کے ہاتھ برف کی مانند ٹھنڈے ہو رہے تھے۔

کون کہتا ہے کہ قبرستان سے لوگوں کو ڈر لگتا ہے؟

وہ تو خاموش رہتے ہیں،

واپس کوئی نہیں آتا۔

اصل خوف تو ہسپتال سے آتا ہے،

جہاں آپ کے عزیز ہوتے ہیں

اور آپ کو یہ ڈر ہوتا ہے

کہ کہیں وہ آپ کو چھوڑ نہ جائیں۔

کیا تم نے کبھی ہسپتال کی خاموشی دیکھی ہے؟

وہ خاموشی کسی موت کی طرف مڑتی ہے...

اور آج اُس نے اعتراف کر لیا تھا۔

نفرَت چاہے جتنی بھی ہو،

لیکن اس جگہ

یہ ایک ایسی قوت پیدا کر دیتی ہے

جو آپ کو نفرت کرنے نہیں دیتی—مجبور کر دیتی ہے۔

وہ آئی سی یو کی ریڈ لائٹ کو دیکھ رہی تھی،

اس کے بجھ جانے کا انتظار کر رہی تھی۔

مگر انتظار کبھی کبھی بہت تکلیف دیتا ہے،

اور اگر یہ انتظار ہمیشہ کے لیے رکھ دیا جائے تو...

میں اس بار اُسے کھونا نہیں چاہتی—

دل کی گہرائیوں سے ایک صدا اُٹھی۔

وہ اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

اس بار نہیں...

اگر اس بار بھی وہ چلا گیا

تو میں کیا کروں گی؟

اُس کے بغیر میں کیسے رہوں گی؟

نہیں...

یا اللہ، نہیں—

اس بار نہیں۔

میں نے اُسے بہت چاہا ہے۔

یا اللہ، میں جانتی ہوں

میں بری ہوں،

گنہگار بھی ہوں—

مگر اس بار

اُسے مجھ سے جدا نہ کرنا۔

اگر وہ بھی چلا گیا

تو میں کیا کروں گی؟

اس بار میرا دل

ٹوٹنے نہ دینا۔۔۔

کیونکہ اگر اس بار ٹوٹ گیا

تو میں سنبھل نہیں پاؤں گی۔

وہ روتے ہوئے

دیوار کے ساتھ نیچے بیٹھ گئی۔

آنکھوں سے آنسو

خاموشی سے ٹپک رہے تھے۔

کوریڈور خالی تھا۔۔۔

کوئی نہیں تھا۔

وہ بالکل اکیلی تھی۔

انتظار...

بس انتظار ہی تو ہے،

چند گھنٹوں کا

شاید میں کر لوں۔

مگر ساری زندگی کے لیے

یہ انتظار—

میں کیسے جیو ں گی؟

اُسے معلوم نہیں تھا

وہ کتنی دیر وہاں بیٹھی

روتی رہی۔

دعائیں، منتیں،

فریاد—

شاید ایسا کچھ بھی نہ تھا

جو اُس نے نہ کیا ہو۔

پھر اچانک

آئی سی یو کی لائٹ بند ہو گئی۔

اُس نے دیکھا—

اور دل بے قابو ہو کر

تیزی سے دھڑکنے لگا۔

وہ اُٹھنا چاہتی تھی،

مگر ٹانگوں میں جان نہ تھی۔

اسی لمحے

ایک ڈاکٹر باہر آیا

اور اُس کے قریب آ کر رک گیا۔

وہ کچھ کہہ رہا تھا،

مگر اُس کے کان

کچھ سننے سے انکار کر رہے تھے۔

وہ بس

یک ٹک ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

جیسے خود کو یہ یقین دلانا چاہتی ہو

کہ جو ہو رہا ہے

وہ سب حقیقت ہے...

کوئی خواب نہیں۔

"دوستی کریں گی؟

میرا وعدہ ہے، ساری عمر ساتھ رہوں گا۔"

وہ اپنی کلاس سے باہر نکلی ہی تھی

کہ کوئی اُس کے سامنے آ کر رُک گیا۔

اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا۔۔

سفید شرٹ اور نیلی جینز میں ملبوس،

اُس کی جانب مسکراتا ہوا۔

ایرا نے آنکھیں سکیڑ کر اُسے دیکھا،

"سامنے سے ہٹیں،"

کہتی ہوئی وہ آگے بڑھ گئی۔

وہ اُس کے پیچھے چل دیا۔

"یہ دوستی سے ایسا انکار کون کرتا ہے؟"

وہ افسوس سے بولا۔

"دوست ہی تو بن رہا ہوں۔

دیکھو، دوستی کے بہت فائدے ہوتے ہیں۔

ایک بار کر کے تو دیکھو،

مزہ نہ آیا تو بتا دینا۔

میں بہت اچھا دوست بنوں گا۔۔۔

چاہو تو پہلے تین دن کا فری ٹرائل ہی لے لو۔

دل مان جائے تو دوستی کر لینا۔

بُرا انسان نہیں ہوں،

ویسے بھی... بہت اچھا دوست بنوں گا،

دیکھ لینا۔"

وہ چلتے چلتے رُک گئی

اور اُس کی طرف مُڑی۔

"کسی نے آپ کو نہیں بتایا

کہ آپ بہت ہی زیادہ بولتے ہیں؟"

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہی تھی۔

وہ بھی رُک گیا

اور بس اُسے دیکھنے لگا۔

"نہیں،"

ایک لفظی جواب۔

"تو میں بتا دیتی ہوں،

آپ واقعی بہت زیادہ بولتے ہیں۔

دیکھیں کب سے بولے جا رہے ہیں!

کوئی انسان اتنا کیسے بول سکتا ہے؟

آپ تو ایسے بول رہے ہیں

جیسے آج کے بعد

آپ کو دوبارہ بولنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔

آپ پہلے انسان ہیں

جسے میں نے

اتنا زیادہ بولتے ہوئے دیکھا ہے۔"

وہ خاموشی سے

اُس کی طرف دیکھتا رہا۔

کون کہہ سکتا تھا

کہ وہ چوبیس سال کا لڑکا ہے؟

اُس لمحے تو

وہ کسی دس سال کے بچے جیسا لگ رہا تھا—

جسے کسی غلطی پر ڈانٹ پڑ رہی ہو

اور وہ چپ چاپ

سب سنتا جا رہا ہو۔

"لیکن اب تو میں خاموش ہوں،"

اُس نے کہا۔

وہ بولتے بولتے اچانک رُک گئی۔

"کیا؟"

اُس نے چونک کر پوچھا۔

"وہی تو،

میں تو اب بول ہی نہیں رہا،

بول تو آپ رہی ہیں—

کب سے۔"

اُس نے بالکل کسی ننھے بچے کی طرح کہا۔

الیرا کی آنکھیں

بے یقینی سے پھیل گئیں،

اور اگلے ہی لمحے

اُس کا چہرہ

غصے سے سرخ ہو گیا۔

"آپ... آپ—"

وہ کچھ کہنا چاہتی تھی،

مگر الفاظ ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

"جی؟"

ایہان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آپ ہٹیں میرے راستے سے!"

وہ تیزی سے کہتی ہوئی

وہاں سے چلی گئی۔

وہ وہیں کھڑا رہا—

اُسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا،

اور اُس کی ہونٹوں پر

ایک ہلکی سی مسکراہٹ

ٹھہر گئی۔

تبھی اُس کے فون پر ایک پیغام آیا۔

اُس نے موبائل اسکرین پر نظر ڈالی—

اور اب اُس کے چہرے پر

وہ نرمی باقی نہ رہی

جو کچھ دیر پہلے تھی۔

وہ نرمی

جیسے کہیں گم ہو چکی ہو۔

اُس کی جگہ

اب صرف سنجیدگی تھی۔

اُس کی انگلیاں

تیزی سے پیغام ٹائپ کر رہی تھیں۔

پیغام لکھ کر

وہ چند لمحے

Send کے بٹن کو دیکھتا رہا۔

پھر ایک گہرا سانس لیا

اور بٹن دبا دیا۔

فیصلوں کا وقت گزر چکا تھا—

اب صرف انجام کا وقت تھا۔

اُس نے موبائل واپس

اپنی جیب میں رکھا

اور ایک اور گہرا سانس لیا۔

"تو اب

یہ سب ختم کرنا ہی پڑے گا،"

اُس نے دل ہی دل میں کہا۔

"اب وقت آ گیا ہے

کہ سب کچھ

سامنے لایا جائے۔"

گھر آ کر وہ سیدھا

اپنے کمرے میں گیا

اور بیگ پیک کرنے لگا۔

بیڈ پر بے شمار فائلیں

بکھری ہوئی تھیں۔

لیپ ٹاپ پر ویڈیو کال چل رہی تھی۔۔

ایک لڑکی کی آواز آ رہی تھی۔

وہ اس وقت الماری سے سامان نکال کر

بیگ میں رکھ رہا تھا۔

"یہ کمرہ کس حال میں ہے؟"

اُس لڑکی کی آواز میں نرمی تھی،

بلا شبہ بہت پیاری۔

"ایسا لگ رہا ہے جیسے

کسی جنگ کی تیاری ہو رہی ہو۔

یہ فائلیں بیڈ پر کیوں بکھری ہیں؟

اور تم یہ سب کیا کر رہے ہو؟"

وہ بولتی جا رہی تھی،

مگر ایہان خاموشی سے

اپنا کام کرتا رہا۔

بیگ پیک کرنے کے بعد

وہ آگے آیا،

فائلیں اُٹھا کر

بیگ میں رکھنے لگا۔

"ایہان، تم سن رہے ہو؟

میں تم سے بات کر رہی ہوں!"

اس بار وہ جھنجھلا گئی—

کیونکہ وہ کب سے بول رہی تھی

اور وہ خاموش تھا۔

وہ بیگ بند کر کے آیا،

بیڈ پر بیٹھا،

اور لیپ ٹاپ گود میں رکھ لیا۔

"ہاں، سن رہا ہوں—

سب سن رہا ہوں۔

تم یہ سب چھوڑو،

یہ بتاؤ: نکاح کی تیاری ہو گئی ہے؟

اور جو ڈریس تم کہہ رہی تھیں،

سب ہو گیا ہے؟"

اب وہ اُس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں، سب ہو گیا ہے۔

اب بس تم ہی ہو

جس نے آنا ہے۔

تمہارے بغیر

نکاح نہیں ہو سکتا۔۔۔

تمہیں پتا ہے نا؟"

وہ مسکرا دیا۔

"ہاں، ہاں، پتا ہے مجھے۔

میں آ جاؤں گا۔

ابھی نکاح میں ایک ہفتہ ہے،

اور تب تک میں آ جاؤں گا۔"

"کیا تم مجھے مس کرتے ہو؟"

وہ کسی ننھے بچے کی طرح پوچھ رہی تھی۔

وہ کچھ دیر

اُس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔۔۔

گہری سیاہ آنکھیں،

لمبی گھنی پلکیں،

تیکھی ناک،

اور بھرے ہوئے گال

جو سردی کی وجہ سے

ہلکے سرخ ہو رہے تھے۔

بلا شبہ

وہ بہت حسین تھی۔

"نہیں،

میں تمہیں مس نہیں کرتا۔"

اُس کا چہرہ

اُداسی میں ڈھل گیا۔

"مس تو اُنہیں کیا جاتا ہے

جو بھول جاتے ہیں،

اور میں نے تمہیں

کبھی نہیں بھولا۔

تم ہر وقت

میرے ساتھ رہتی ہو،

میری یاد میں،

میرے دل میں۔"

وہ یک دم مسکرا دی—

کچھ دیر پہلے کی ساری اداسی

خوشی میں بدل چکی تھی۔

Posted on : https://primeurdunovels.com/
Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

اب دونوں

مسکراتے ہوئے بات کر رہے تھے۔

خوشی کے لمحے

کتنے قیمتی ہوتے ہیں...

پھر یہ ختم کیوں ہو جاتے ہیں؟

کیا ایسا نہیں ہو سکتا

کہ خوشی ہمیشہ

ہمارا ساتھ دے؟

ہم تکلیف میں

اور اُداسی میں

کیوں چلے جاتے ہیں؟

خوشیاں

ہم سے کیوں چھین لی جاتی ہیں؟

کیا ہمیں

خوش ہونے کا

کوئی حق نہیں ہوتا...؟

"کہنے کو اب

الفاظ بھی باقی نہ رہے،

اور سہنے کو

ابھی پوری عمر باقی ہے۔"

"آپ کو نہیں لگتا

کہ آپ بہت زیادہ بولتے ہیں؟"

آج اُن کی منگنی تھی۔

وہ دونوں اسٹیج پر بیٹھے تھے۔

وہ گلابی رنگ کے شرارے میں ملبوس تھی۔۔

ہاتھوں میں چوڑیاں،

کانوں میں بالیاں،

اور بلا شبہ

بہت پیاری لگ رہی تھی۔

اُس کے پہلو میں

وہ سفید شلوار قمیض میں تھا۔

بال سلیقے سے سیٹ تھے،

کلائی پر مہنگی گھڑی،

اور پچھلے آدھے گھنٹے سے

مسلسل بول رہا تھا۔

وہ خاموشی سے

اُس کی باتیں سنتی رہی—

آخرکار

وہ کہہ ہی بیٹھی۔

"عام طور پر

لڑکے خاموش رہنا پسند کرتے ہیں،

لیکن آپ تو

خاموش ہوتے ہی نہیں ہیں۔"

اُس کی بات سن کر

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"صحیح کہا،

عام طور پر لڑکے

خاموش رہنا پسند کرتے ہیں—

لیکن میں

اُن میں سے نہیں ہوں۔

میں بہت کم لوگوں کے ساتھ

زیادہ بات کرتا ہوں،

اور وہ لوگ

میرے لیے بہت خاص ہوتے ہیں—

اور آپ

انہی میں سے ایک ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے

اُس نے اُس کی طرف دیکھا۔

وہ لمحہ بھر کو ٹھٹکی،

پھر آہستہ سے بولی

"آپ واقعی

بہت عجیب ہیں..."

اور اس بار

اُس کی آواز میں

ناگواری نہیں،

ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"کیا سچ میں؟"

اُس نے چونک کر پوچھا،

"کہ میں عجیب ہوں؟"

"ہاں، آپ بہت عجیب ہیں،"

اُس نے کہا

اور پھر سامنے دیکھنے لگی،

جیسے اُس کی نظروں میں

اب اُس کے لیے جگہ نہ رہی ہو۔

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"مجھے آج تک کسی نے ایسا نہیں کہا،

آپ پہلی ہیں

جو مجھے عجیب کہہ رہی ہیں۔"

وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا،

جیسے یہ بات

اُسے بُری نہیں

بلکہ دلچسپ لگی ہو۔

پھر اُس نے بات بدل دی۔

"خیر... یہ سب چھوڑیں،

یہ بتائیں—

کیا آپ خوش ہیں؟"

وہ لمحہ بھر کو رُکا،

پھر آہستہ سے بولا:

"اور اگر آپ کو

میری کسی بات سے

کوئی شکایت ہے،

تو آپ مجھے

ابھی بتا سکتی ہیں۔"

اُس کی آواز میں

نہ ضد تھی،

نہ غرور—

بس ایک خاموش سی سنجیدگی تھی

جو شاید

صرف وہی محسوس کر سکتی تھی۔

تبھی اُس کی نظر سامنے کسی شخص پر پڑی،

اور وہ جیسے برف میں جم گئی—

اُس کا جسم ساکت ہو گیا۔

وہ پلکیں جھپکاتے ہوئے

اُسے دیکھ رہی تھی۔

آزران نے اُس کی جانب دیکھا،

پھر وہاں جہاں وہ دیکھ رہی تھی،

وہ خاموش ہو گیا۔

کچھ بھی کہے بغیر،

اُس نے اُس کے ہاتھ میں

چوریاں ہلکی سی ہلائیں۔

اُس کے شور سے وہ تھوڑی گھبرا گئی،

اور فوراً اُس کی جانب دیکھنے لگی۔

"آئرا، کیا تم ٹھیک ہو؟"

اُس کی آواز میں نرمی تھی۔

"ہاں، میں ٹھیک ہوں۔"

اُس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا،

"یہ سب کب ختم ہو گا؟

مجھے یہاں سے جانا ہے..."

"بس کچھ دیر اور... پھر چلے جائیں گے۔

تم پریشان نہ ہو، میں یہاں ہوں۔"

اُس نے اُسے تسلی دینے کی کوشش کی،

یہ کہتے ہوئے کہ وہ ساتھ ہے،

اور آئزا کے دل کو سکون دینے کے لیے

اپنی موجودگی محسوس کرائی۔

واپس گھر آ کر، اُس نے خود کو کمرے میں بند کر لیا۔

سب نے اُسے بلانے کی کوشش کی،

لیکن اُس نے سر درد کا بہانہ بنا کر

سب کو ٹال دیا۔

کچھ غلطیاں ایسی ہوتی ہیں

جو چاہ کر بھی دل سے مٹائی نہیں جا سکتیں۔

کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں

جو انسان کے پیچھے چھاؤں کی طرح پڑے رہتے ہیں،

جیسے کوئی سایہ

جو کبھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔

وہ ہر لمحہ اُس کے ذہن میں گونجتے ہیں،

اُسے رات کی تنہائی میں جگاتے ہیں،

اُسے ہر بات، ہر منظر، ہر آواز میں یاد آتے ہیں۔

یہ گناہ اُس کا پیچھا کر کے اُسے مجبور کرتے ہیں

کہ وہ اپنے آپ سے بھاگ نہ سکے،

کہ وہ اپنے دل کو آرام نہ دے سکے۔

اور آج، اُس کو یہ یقین ہو گیا تھا—

یہ غلطی، یہ فیصلہ، یہ گناہ،

کبھی اُس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔

یہ ہمیشہ اُس کے ساتھ رہے گا،

چاہے وہ کتنی بھی کوشش کرے،

چاہے وہ کتنی بھی دیر تک خاموش رہے۔

یہ احساس اُس کے دل میں درد کی طرح بیٹھ گیا،

ہر سانس کے ساتھ اُس کی روح پر بھاری ہوتا گیا۔

وہ جانتی تھی کہ کچھ زخم

وقت کے ساتھ بھی بھر نہیں سکتے،

اور کچھ سچائی

ہمیشہ کے لیے ساتھ رہتی ہے۔

کمرے کے اندھیرے میں بیٹھ کر، آئرا نے اپنے گھٹنوں کو سینے سے لگا لیا۔

ہر لمحہ اُس کے ذہن میں وہ تصویر آ رہی تھی، وہ لمحہ جس نے اُس کی زندگی بدل دی تھی۔

اُس کے دل کی دھڑکن تیز تھی، سانس بے ترتیب، اور آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔

"یہ کبھی ختم نہیں ہو گا... یہ سب، یہ گناہ...

یہ سب کچھ، ہمیشہ میرے پیچھے پڑا رہے گا۔

میں کتنی بھی کوشش کر لوں،

میں خود سے نہیں بچ سکتی۔"

کمرے کے باہر سے کوئی آہستہ قدموں کی آواز آئی،

لیکن آئرا نے جواب دینے کی ہمت نہ کی۔

وہ جانتی تھی کہ کوئی اسے نہ روک سکے گا،

یہ احساس اُس کے اندر مضبوطی سے جڑ چکا تھا۔

"ہر بات، ہر لمحہ... یہ سب مجھے یاد رہے گا۔

یہ گناہ، یہ غلطی...

کبھی مجھے چین نہیں دے گی۔

یہی سزا ہے... یہی میرا انجام ہے۔"

وہ چھت کی طرف دیکھتی رہی،

اور اُس کی آنکھوں میں خوف، افسوس اور تھوڑی سی ہچکچاہٹ سب کچھ واضح تھا۔

یہ وہ وقت تھا جب اُس نے پہچانا کہ

کچھ غلطیاں، کچھ فیصلے

ہمیشہ کے لیے ساتھ رہتے ہیں،

اور انسان کو اپنے آپ سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا۔

گناہ تو گناہ ہوتا ہے—

چھوٹا ہو یا بڑا،

وہ اپنی حقیقت نہیں بدلتا۔

یہ کہنا کہ

"یہ تو بس ایک چھوٹی سی بات ہے،

اس سے کیا ہو جائے گا؟"

خود کو دھوکا دینا ہے۔

کیونکہ بعض اوقات

بہت معمولی سی لغزش

پوری زندگی کا بوجھ بن جاتی ہے۔

وہ کسی زہریلے سانپ کی طرح

خاموشی سے ہمارے پیچھے لگ جاتی ہے—

نہ دکھائی دیتی ہے،

نہ فوراً وار کرتی ہے،

مگر ہر لمحہ موجود رہتی ہے۔

اور پھر ایک دن،

اچانک...

وہ ڈس لیتی ہے۔

اس کے بعد

بچنا آسان نہیں رہتا،

کیونکہ زہر

تب تک رگوں میں پھیل چکا ہوتا ہے۔

پیرس — شہرِ محبت

پیرس، وہ شہر جسے دنیا "محبتوں کا شہر" کہتی ہے۔

یہاں کی ہر ہوا میں رومانویت بسی ہوئی ہے،

ہر گلی، ہر چوک، ہر سنکڑی،

ایک خاموش داستانِ عشق سناتا ہے۔

ایفل ٹاور کے سائے تلے دل ملتے ہیں،

ہاتھ پکڑے وعدے کیے جاتے ہیں،

اور ہر لمحہ خوشبو کی طرح عشق کی کہانی لے کر آتا ہے۔

یہ شہر دلوں کو قریب لاتا ہے،

اور یہاں خاموشی بھی بولتی ہے—

آنکھوں سے، مسکراہٹ سے، ہاتھوں کے لمس سے۔

محبت کرنے والوں کے لیے پیرس،

کسی خواب یا فلم کی طرح ہے۔

ہر راستہ، ، ہر کیفے،

کسی نہ کسی محبت بھری کہانی کی گواہی دیتا ہے۔

بارش میں بھیگتی سڑکیں،

سناٹے میں روشنیوں کا کھیل،

اور کیفے کی ہلکی سرگوشیاں—

سب ایک نغمۂِ عشق بن جاتے ہیں۔

ایفل ٹاور کے نیچے کیے گئے وعدے

وقت کے ہاتھوں مدھم نہیں پڑتے۔

وہ دلوں میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو جاتے ہیں،

اور ہر لمحہ اُن یادوں کو زندہ رکھتا ہے۔

پیرس صرف ایک شہر نہیں،

یہ جذبات کا پتا ہے،

محبت کا پتہ ہے،

دلوں کا سنگم ہے۔

یہاں کی ہوائیں بھی سرگوشی کرتی ہیں:

"محبت کرو، بے خوف ہو کر!"

پیرس میں وقت تھم سا جاتا ہے،

جب دو آنکھیں ایک دوسرے کی آنکھوں میں خواب دیکھتی ہیں۔

یہ شہر اُن لمحوں کا گواہ ہے

جب خاموشی بھی بولنے لگتی ہے،

اور نظریں دل کی زباں بن جاتی ہیں۔

ایہان جو اپنی میٹنگ کے لیے تیار ہو رہا تھا،

ساتھ ساتھ دانیہ سے بھی بات کر رہا تھا۔

"جی، آ جاؤں گا... آپ کو کہا ہے نا۔"

"یہ تو تم پچھلے تین سالوں سے کہہ رہے ہو!"

دانیہ نے شکوہ کیا۔

"بس کچھ ہفتے، چند دنوں میں سچ میں آ جاؤں گا۔

آپ کو بتایا ہے نا کہ بزنس پاکستان میں ہی سیٹ کر رہا ہوں،

لیکن یہاں تھوڑا کام ہے، اسی لیے..."

"اچھا ٹھیک ہے، تم آ جاؤ پھر...

تمہاری جلدی سے شادی کر دینی ہے میں نے!"

دانیہ نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا!

تو آپ یہ چاہتی ہیں کہ میں واپس ہی نہ آؤں؟

ٹھیک ہے پھر، نہیں آتا!"

ایہان نے شرارتی انداز میں کہا۔

"ایہان!

ایک تھپڑ لگاؤں گی اگر ایسی کوئی بات کی تو!"

دانیہ کی آواز میں پیار بھرا غصہ تھا۔

"اچھا نہ... سوری!

آ جاؤں گا، کہا تو ہے آپ کو!"

"ہاں، خیال رکھنا اپنا..."

یہ کہتے ہوئے دانیہ نے فون بند کر دیا۔

"سر، آپ نے جو کہا تھا وہ ہو گیا ہے،

اور یہ وہ تمام ڈیٹیلز ہیں جو آپ نے مانگی تھیں۔

میں نے سب پتہ کروا لیا ہے،"

احمر نے فائل دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ، احمر۔"

"چلو، تیاری کرو پھر پاکستان جانے کی،"

ایہان نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی سر!"

یہ کہتے ہی احمر کمرے سے باہر چلا گیا۔

ایہان فائل کی طرف دیکھتا رہا،

پھر ہولے سے مسکرایا۔

"تو مس الیرا...

انتظار ختم ہوا...

آ رہا ہوں میں!"

یہ کہتے ہوئے اُس نے اپنا موبائل اور سامان اٹھایا

اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

آؤ، تمہیں ایک کہانی سناتی ہوں—

ایک ایسی کہانی جہاں محبت تھی...

مگر کہتے ہیں نا،

جب محبت یک طرفہ ہو

تو وہ سب سے زیادہ برباد کرتی ہے۔

یہ ایک ایسی کہانی ہے

جہاں وعدہ کیا گیا تھا

ہمیشہ ساتھ نبھانے کا،

کبھی نہ چھوڑ کر جانے کا۔

مگر ساتھ بھی

ہمیشہ کا کہاں ہوتا ہے؟

یہ تو عارضی ہوتا ہے—

ہاں، صرف تب تک ہمیشہ کا

جب تک موت

دو دلوں کو جدا نہ کر دے۔

لیکن ذرا یہ بھی دیکھو

کہ موت کتنی ظالم ہوتی ہے...

جب کائنات

تمہیں اس شخص سے ملاتی ہے

جسے تم نے دل سے چاہا ہوتا ہے،

تب ہی موت

دھوکا دے جاتی ہے—

اور اُسے

تم سے چھین لیتی ہے۔

یہ وہ لمحہ ہوتا ہے

جہاں محبت ہار جاتی ہے،

وعدے خاموش ہو جاتے ہیں،

اور انسان

ساری عمر کے لیے

ادھورا رہ جاتا ہے

یہ ان دنوں کی بات ہے

جب وہ اپنی آرٹس کی کلاس میں پہلے دن گئی تھی۔

اس کے لیے یہ سب کچھ نیا تھا۔

آرٹ ایک فن ہے جو صرف وہی سمجھ سکتا ہے

جو رنگوں اور برش میں اپنی روح بساتا ہے۔

ہر رنگ کے پیچھے ایک کہانی چھپی ہوتی ہے،

ہر تصویر کے پیچھے ایک نئی دنیا چھپی ہوتی ہے

جو شاید ہی کسی کو سمجھ آئے۔

سب لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے،

وہ خاموشی سے اپنی جگہ جا کر بیٹھی۔

دل دھڑک رہا تھا، ہاتھ تھوڑا کانپ رہا تھا،

پھر اس نے برش اٹھایا اور کینوس پر رنگ بھرنا شروع کیا۔

"Excellent..."

اتنے میں اسے کسی کی آواز سنائی دی۔

اچانک اً اس کا ہاتھ ہل گیا،

اور رنگ تھوڑا سا بکھر گیا۔

وہ پیچھے مُڑی،

تو اس کے پیچھے وہ کھڑا تھا—

خاموش، پر نظریں اُس کی پینٹنگ پر جمی ہوئی تھیں۔

وہ اسے دیکھ رہا تھا،

اور کچھ کہے بغیر،

صرف اُس کی تخلیق کو محسوس کر رہا تھا۔

یہ بہت زبردست ہے۔

کچھ دیر کے بعد وہ سیدھا کھڑا ہوا

اور مسکراتے ہوئے کھڑا رہا۔

وہ واپس اپنے کینوس کی طرف مشغول ہو گئی۔

وہ ایک کالے اور سفید ہنس کی تصویر تھی

جو پانی میں تیر رہے تھے۔

کالے اور سفید ہنس کی موجودگی

ایک تضاد دکھا رہی تھی—

جیسے روشنی اور اندھیرا،

اچائی اور برائی،

یا دو الگ الگ جذبات ایک ساتھ موجود ہوں—

لیکن درمیان میں ایک لکیر تھی

جو انہیں الگ کر رہی تھی۔

لیکن جب اس نے اس کی آواز سنی

تو رنگ کرتی ہوئی اُس کا ہاتھ ہل گیا،

اور کالا اور سفید رنگ

آہستہ آہستہ آپس میں مل گیا۔

وہ بہت اچھی پینٹنگ کر رہی تھی۔

اس نے پھر بات کرنے کی کوشش کی،

لیکن وہ خاموش رہی۔

اب وہ خاموش ہو گیا تھا۔

کچھ دیر بعد،

اسے خود پیچھے مڑ کر دیکھنا پڑا۔۔۔

وہ وہاں نہیں تھا۔

اس نے ایک گہرا سانس لیا

اور اپنی کینوس کی طرف دیکھا۔

افسوس سا ہو رہا تھا۔

کالا اور سفید رنگ آپس میں مل گیا تھا،

ویسے ہی جیسے برائی اچائی کے ساتھ مل جاتی ہے۔

لیکن کیا کیا جا سکتا تھا؟

خاموشی سے باقی کام کرنے لگ گئی۔

قریب پانچ بجے، کلاس ختم ہوئی۔

وہ اپنا سامان اٹھا رہی تھی،

تو وہ پھر سے اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔

آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا،

اور مسکرا رہا تھا۔

"میرا نام ارزل ہے،"

اس نے کہا،

"میں بھی آج پہلا دن آیا ہوں، آپ کی طرح۔"

دیکھیں،

"ارزل، مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔"

یہ کہتے ہوئے،

اس کی آواز میں خود ہی سختی جھلک رہی تھا،

جیسے وہ خود بھی محسوس کر رہی ہو

وہ خاموش سا وہاں سے چلا گیا۔

وہ اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی،

پھر سر جھٹک کر خاموشی سے باہر آ گئی،

شام دھیرے دھیرے اُتر رہی تھی،

سردیوں کی پہلی ہوا چہرے سے ٹکرائی،

دل کی بے چینی اور سرد ہوا ایک ساتھ محسوس ہو رہی تھی۔

وہ خاموشی سے چل رہی تھی،

آج ڈرائیور نہیں آیا تھا،

کسی کام کی وجہ سے وہ شہر سے باہر گیا ہوا تھا،

دانیہ کو لے کر،

گھر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی،

کوئی بات، کوئی آواز نہیں تھی،

صرف دل کی دھڑکن کی بازگشت سنائی دے رہی تھی۔

وہ اپنے کمرے میں گئی،

بیگ اتار کر رکھا،

اور فریش ہونے چلی گئی،

دل میں اداسی اور تھکن کے بوجھ کے ساتھ۔

فریش ہونے کے بعد،

جب مغرب کی اذان کی گونج آئی،

اس نے لمبی چادر اوڑھ لی

اور نماز کے لیے کھڑی ہو گئی۔

نماز میں کچھ ایسا سکون تھا،

جو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا،

یہ ایک لمحہ تھا

جب دل، روح اور آنکھیں سب خاموشی سے

اپنے رب سے بات کر رہی تھیں،

اور دل کے بوجھ کا کچھ حصہ

ہلکا محسوس ہو رہا تھا۔

یہ ملاقات

یہیں ختم نہیں ہوئی تھی۔

اگلے دو دن

وہ جا نہ سکی۔

لیکن جب تیسرے دن وہ گئی،

تو اسے پتا چلا

کہ وہ نہیں آ رہا—

وہ شہر سے باہر چلا گیا تھا۔

وہ خاموشی سے

اپنی جگہ آ کر بیٹھ گئی۔

"مجھے کیا؟

میرا اس سے کون سا کوئی رشتہ ہے؟"

یہ سوچتے ہوئے

وہ اپنے کینوس پر رنگ بھرنے لگی۔

وقت بہت تیزی سے گزر گیا۔

دو ہفتے بیت گئے۔

آج وہ ذرا دیر سے آئی تھی۔

بارش کی وجہ سے

اس کے کپڑے ہلکے سے بھیگے ہوئے تھے۔

بال سنوارتے ہوئے

اچانک اس کی نظر

اپنی ساتھ والی جگہ پر جا ٹھہری—

وہاں

"ارزل" بیٹھا ہوا تھا۔

خاموش۔

نظریں جھکائے۔

اس نے کچھ بھی کہے بغیر

خاموشی سے آ کر

اپنی جگہ سنبھال لی۔

ان دونوں کے درمیان

کوئی بات نہیں ہوئی۔

اسے لگا تھا

وہ کچھ کہے گا،

لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا،

اپنے کام میں مصروف۔

کبھی کبھی

انسان کو خاموشی

زہر لگنے لگتی ہے۔

اور اس لمحے

یہی خاموشی

آئرا کو چبھ رہی تھی۔

اگر اس وقت کوئی اس سے پوچھتا،

"کیا تم اسے جانتی ہو؟"

تو وہ کہتی۔۔۔

"نہیں، میں اسے جانتی بھی نہیں ہوں۔"

اور پھر بھی،

اس کی خاموشی

اسے بہت بری لگ رہی تھی۔

اس نے ایک نظر

چپکے سے اس کی طرف ڈالی۔

وہ اداس لگ رہا تھا۔۔۔

یہ بات اس نے محسوس کی۔

خود پر اس کی نظریں

محسوس کرتے ہوئے

اس نے بھی اس کی جانب دیکھا۔

دونوں کی نظریں ملیں۔

آئزا گھبرا گئی۔

فوراً نظریں ہٹا لیں

اور کینوس پر جھک گئی۔

اس کا دل

زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

گھر واپسی پر

وہ کافی دیر تک

اس کے بارے میں سوچتی رہی۔

اسے ان کی پہلی ملاقات یاد تھی۔

وہ بہت خوش مزاج تھا،

مسکراتے رہنا

جیسے اس کی عادت ہو۔

یہ بات وہ

پہلی ملاقات میں ہی جان گئی تھی۔

لیکن آج

اسے اس حال میں دیکھ کر

نہ جانے کیوں

دل میں ایک عجیب سا احساس اتر آیا تھا۔

اس نے ساری باتیں

ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کی،

اور خاموشی سے

سونے چلی گئی۔

آج اسے آئے

دو ہفتے ہو گئے تھے،

لیکن ان دو ہفتوں میں

کسی نے بھی بات نہیں کی تھی،

نہ ہی کوئی کوشش۔

کلاس تقریباً خالی ہو چکی تھی۔

وہ اپنا سامان اٹھا رہی تھی

کہ اس کی نظر

اس پر جا ٹھہری۔

وہ سر جھکائے

ابھی تک بیٹھا ہوا تھا۔

سب جا چکے تھے۔

وہ کافی دیر تک

اسے دیکھتی رہی،

پھر آخرکار

اسے مخاطب کیا۔

"کلاس ختم ہو چکی ہے،"

اس نے نرمی سے کہا۔

ارزل چونک کر

اس کی جانب دیکھنے لگا۔

"اوہ... ہاں،

مجھے پتا ہی نہیں چلا،"

یہ کہتے ہوئے

وہ اٹھا،

اور وہاں سے چلا گیا۔

وہ کافی دیر تک

وہیں بیٹھی رہی،

سوچتی رہی

کہ آخر اسے ہوا کیا ہو گا۔

پھر سر جھٹک کر

خاموشی سے

گھر چلی گئی۔

یہ ان دنوں کی بات ہے

جب اس نے نیا نیا

انسٹاگرام بنایا تھا۔

ایک دوست کے کہنے پر

اس نے اکاؤنٹ تو بنا لیا،

مگر اسے پرائیویٹ رکھا۔

وہ ان سب چیزوں میں

زیادہ دلچسپی نہیں رکھتی تھی،

بس دوست کے اصرار پر

یہ قدم اٹھا لیا تھا۔

"آئرا،

تم کس زمانے میں رہ رہی ہو

جو انسٹاگرام پر نہیں ہو؟"

یہ کہتے ہوئے

منزہ اس کے کمرے میں بیٹھی تھی۔

آئزا کینوس پر

خاموشی سے پینٹنگ کر رہی تھی۔

"مجھے یہ سب پسند نہیں،"

اس نے بغیر نظریں اٹھائے کہا۔

"یار، عجیب ہو تم،"

منزہ ہنس پڑی۔

"موبائل کہاں ہے تمہارا؟

دو مجھے، میں بناتی ہوں۔"

"تھوڑا تو انسان کو

سوشل ہونا چاہیے۔

یہ کیا خود میں ہی

رہنا پسند کرتی ہو؟"

یہ کہتے ہوئے

اس نے میز پر رکھا ہوا

اس کا فون اٹھایا،

اور انسٹاگرام

ڈاؤن لوڈ کر لیا۔

ہر چیز کا

ایک منفی اور ایک مثبت پہلو ہوتا ہے۔

یہ ہمیں خود طے کرنا ہوتا ہے

کہ ہمیں کس سمت جانا ہے—

منفی کی طرف

یا مثبت کی طرف۔

اللہ نے ہمیں عقل دی ہے

اسی لیے کہ ہم

اچھے اور برے میں فرق کر سکیں۔

مگر افسوس،

ہم ان سب سے بہت دور نکل آئے ہیں۔

آج ہم غلط کو

غلط کہنا بھی چھوڑ چکے ہیں۔

اگر کوئی برائی کرتا ہے

تو ہم کہتے ہیں—

"سب ہی تو کر رہے ہیں،

تو ہم بھی کر سکتے ہیں،

اس میں کیا برائی ہے؟"

لیکن کیا تم یہ نہیں جانتے

کہ ایک گندی مچھلی

پورے تالاب کو گندا کر دیتی ہے؟

برائی کو قبول کر لینا

اسے عام بنا دیتا ہے،

اور خاموشی سے مان لینا

اسے پھیلنے کی اجازت دے دیتا ہے۔

سب ٹھیک چل رہا تھا۔

اس دن کے بعد

اس کی اور ارزل کی

کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

ایک رات،

وہ اپنے کمرے میں

بیڈ پر بیٹھی

کتاب پڑھ رہی تھی۔

اچانک

اس کے موبائل پر

ایک نوٹیفکیشن آیا۔

اس نے پہلے

دھیان نہیں دیا۔

لیکن یکے بعد دیگرے

کئی نوٹیفکیشن آئے،

تو اس نے

پاس رکھی میز سے

اپنا موبائل اٹھا لیا۔

انسٹاگرام پر

ایک میسج ریکوئسٹ آئی ہوئی تھی۔

اس نے پہلے

سوچا چھوڑ دے۔

پھر نہ جانے کیوں

اس نے وہ ریکوئسٹ

کھول لی۔

یہ کسی لڑکی کی آئی ڈی تھی۔

پہلے تو

وہ پہچان نہ سکی،

پھر اچانک

یاد آیا—

یہ تو منزہ کی آئی ڈی تھی۔

اس نے ریکوئسٹ

اکسپٹ کر لی۔

"یار کہاں تھی؟

میں کب سے میسج کر رہی ہوں!"

منزہ کا پیغام

اسکرین پر ابھرا۔

وہ مسکرائی نہیں،

بس ایک لمحہ رکی۔

"مجھے پتا نہیں چلا،

میں کتاب پڑھ رہی تھی،"

اس نے ٹائپ کیا

اور

سینڈ کے بٹن پر

انگلی رکھ دی۔

"خیر، یہ چھوڑو،

میں تمہیں ایک گروپ میں ایڈ کر رہی ہوں۔"

منزہ کا پیغام آیا۔

"کون سا گروپ؟"

اس نے پوچھا۔

"ہم کچھ دوستوں کا ہے۔

سوچا تمہیں بھی ایڈ کر لوں۔

سب اچھے لوگ ہیں،

بس پانچ لوگ ہیں—

تم بھی آ جاؤ۔"

وہ منزہ کا یہ پیغام

خاموشی سے دیکھتی رہی۔

دل چاہا

انکار کر دے،

لیکن نہ جانے کیوں

وہ کر نہ سکی۔

چند ہی لمحوں میں

ایک اور ریکوئسٹ آ گئی۔

اس نے دیکھا—

وہاں منزہ بھی تھی،

اورلڑکے بھی۔

اس نے ہلکی سی ہچکچاہٹ کے بعد

ریکوئسٹ اکسپٹ کر لی۔

اور بس

ایک لفظ ٹائپ کیا—

"ہیلو۔"

کچھ ہی دیر بعد

دوسری جانب سے

"ہیلو" کا پیغام آیا۔

میسج کرنے والا

کوئی لڑکا تھا۔

"کیسی ہیں آپ؟"

اس کے اگلے پیغام پر

اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

اس نے موبائل

واپس رکھ دیا۔

کچھ ہی دیر میں

پھر میسج کی بیپ بجی۔

اس نے اسکرین دیکھی۔

انسان

سامنے والے سے

کم از کم حال چال

پوچھ ہی لیتا ہے،

اس نے پیغام دیکھا،

مگر جواب دیے بغیر

موبائل بند کر دیا،

اور دوبارہ

کتاب پڑھنے لگی۔

پڑھتے پڑھتے

وقت کا احساس ہی نہ رہا۔

جب گھڑی پر نظر پڑی

تو تین بج رہے تھے۔

اس نے کتاب بند کی

اور سونے کے لیے لیٹ گئی۔

نہ جانے کس خیال کے تحت

اس نے دوبارہ

موبائل اٹھایا،

اور مختصر سا جواب

بھیج دیا—

"ہاں، صحیح کہا۔"

چند ہی سیکنڈز میں

جواب آ گیا۔

یہ توقع

اسے بالکل نہیں تھی۔

"آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟"

"بس سونے جا رہی ہوں،"

اس نے جواب دیا۔

دوسری جانب

ٹائپنگ کے

تین نقطے

دکھائی دینے لگے۔

"اوہ،

کیا آپ کو رات کو

نیند نہیں آتی؟"

یہ پیغام پڑھ کر

اس نے آنکھیں

ہلکی سی سکیڑ لیں۔

"نہیں،

مجھے نیند آ جاتی ہے۔

میں بس کتاب پڑھ رہی تھی،"

اس نے لکھا

اور

سینڈ کا بٹن

دبا دیا۔

"اوہ،

مجھے لگا شاید

آپ کو بھی

میری طرح

نیند نہیں آتی،"

پیغام آیا۔

"نہیں،

ایسا نہیں ہے۔

مجھے نیند آ رہی ہے،

اور میں

سونے جا رہی ہوں۔

شب بخیر۔"

یہ لکھ کر

اس نے موبائل بند کیا،

اور سونے کے لیے

لیٹ گئی۔

چند ہی لمحوں میں

وہ نیند کی

وادیوں میں

اتر چکی تھی۔

کون جانتا تھا

کہ یہ وہ آخری رات ہے

جب وہ

بے فکری سے

سو رہی ہے۔

ایسی رات

اس کی زندگی میں

اب کبھی

واپس نہیں آئے گی۔

سکون کہاں ہوتا ہے؟

نیند میں۔

نیند

ایک ایسی نعمت ہے

جہاں انسان

تھک کر پناہ لیتا ہے،

یہ سوچ کر

کہ چند لمحے

سکون سے سو لے گا،

اور سب کچھ

بھول جائے گا۔

کیونکہ مرنا

آسان نہیں ہوتا۔

اسی لیے

اللہ نے نیند بنائی—

تاکہ تم

سکون پا سکو،

تھکن اتار سکو،

اور زندگی کو

دوبارہ جینے کی ہمت

جمع کر سکو۔

اگلے دن

وہ آرٹ کلاس میں آئی،

تو کسی نے آ کر بتایا—

"ارزل چلا گیا ہے۔

اب وہ نہیں آئے گا۔"

ایک لمحے کو

اسے برا سا لگا۔

دل میں ایک سوال ابھرا۔۔۔

آخر ہوا کیا ہو گا؟

پھر وہ

خاموشی سے

اپنی جگہ آ کر بیٹھ گئی۔

برش اٹھایا

اور کینوس پر

اسٹروکس لگانے لگی۔

مگر ذہن میں

ایک ہی بات

بار بار آ رہی تھی۔

وہ کیوں چلا گیا؟

اس نے سر جھٹک دیا۔

"مجھے کیا؟

جہاں مرضی جائے۔

میں کون سا

اسے جانتی ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے بھی

دل نے

اس بات کو

مکمل طور پر

نہیں مانا۔

آج منزہ

اس کے گھر آئی ہوئی تھی۔

"تم گروپ میں

کسی سے بات کیوں نہیں کرتی ہو؟"

وہ اس کے پاس

بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"سب مجھے کہہ رہے تھے

کہ یہ کیسی دوست ہے

جو کسی سے بات ہی نہیں کرتی۔

میں نے کہہ دیا۔۔

ابھی اسٹارٹ ہے نا،

اس لیے ایسی ہے۔

وقت کے ساتھ

ٹھیک ہو جائے گی۔"

وہ خاموشی سے

اس کی بات سنتی رہی۔

"یار،

مجھے یہ سب پسند نہیں۔

تم خود دیکھ لو نا،

میں کسی کو جانتی بھی نہیں ہوں

تو بات کیسے کروں؟"

منزہ نے فوراً جواب دیا۔۔۔

"بات نہیں کرو گی

تو جانو گی کیسے؟"

پھر ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔۔

"اور مجھے حاشر کا میسج آیا تھا۔

وہ کہہ رہا تھا

تم بات ہی نہیں کرتیں۔"

"میں نے کہہ دیا

کر لے گی،

بس وقت دو۔"

وہ چونکی۔

"کون حاشر؟"

"ارے وہی

جس سے تم نے

Email : aatish2kx@gmail.com Whatsapp : 03335586927

اس رات بات کی تھی۔

بہت اچھا ہے،

بہت سمجھدار۔

ہم ایک دوسرے کو

ایک سال سے جانتے ہیں۔"

تھوڑی دیر رکی،

پھر بولی—

"یہیں انسٹاگرام پر ملا تھا۔

بہت اچھی دوستی ہے ہماری۔"

وہ کچھ نہ بولی۔

بس ایک خیال

خاموشی سے

دل کے کسی کونے میں

اتر گیا۔

اس رات

منزہ کے جانے کے بعد

وہ کافی دیر تک

اس کی باتوں کے بارے میں

سوچتی رہی۔

"بات کر لو،

تم نے کیا کرنا ہے؟

بات تو ہے ہی،

لوگوں کو جانو،

اور یقین کرو،

سب بہت اچھے ہیں،

میں سب کو جانتی ہوں..."

یہ سب باتیں

اس کے ذہن میں بار بار آ رہی تھیں۔

کافی دیر تک

وہ موبائل ہاتھ میں لیے

بیٹھی رہی۔

پھر ایک گہری سانس لے کر

اس نے

"ہیلو" کا پیغام بھیج دیا۔

کچھ ہی دیر میں

جواب آ گیا—

"آیئے دیکھیں کون آیا ہے..."

یہ پیغام دیکھ کر

اس نے کچھ نہیں لکھا،

بس موبائل کو دیکھتی رہی۔

پیغام بھیجنے والا

راحیل تھا۔

"چپ کر جاؤ،

راحیل، تم کچھ بھی بول دیتے ہو..."

اس بار

میسج کرنے والا

حدیر تھا۔

شروع میں

وہ کچھ ہچکچائی۔

مگر بات کرتے کرتے

اس کی ہچکچاہٹ ختم ہو گئی،

اور وہ

سب سے بات کرنے لگی۔

گروپ میں

چھ لوگ تھے:

پہلی منزہ،

پھر حاشر، حدیر، راہیل، آمنہ،

اور وہ خود۔

اسے محسوس ہوا

کہ یہ سب اچھے لوگ ہیں۔

آہستہ آہستہ

اس کی سب سے

اچھی دوستی بننے لگی۔

وہ سب

آہستہ آہستہ

اس کے زندگی کا حصہ بن گئے۔

یہ سلسلہ

دو ہفتے تک چلتا رہا۔

وہ ہر رات

بارہ بجے گروپ میں جاتی،

اور دو بجے تک

باتیں کرتی۔

سب کچھ شیئر کرتی۔۔

آج دن کیسے گزرا،

کیا کیا،

روز کی چھوٹی بڑی باتیں۔

ہر کوئی اپنی کہانی

اور احساسات

آسانی سے بانٹتا رہا۔

اسے محسوس ہوا

کہ دوستوں کا ہونا

ایک نعمت ہے،

اور یہ نعمت

بہت کم لوگوں کو ملتی ہے۔

اور یہی محسوس ہوا۔۔۔

کہ جو نعمت اسے ملی ہے

وہ شاید

سب سے الگ،

سب سے خاص ہے۔

اس لمحے

وہ سمجھ گئی

کہ یہ تعلق

دل کے قریب ہے،

اور دل کو

ایک خوشی اور سکون

دیتا ہے جو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن بعض دفعہ

دوستوں کا ہونا

نعمت نہیں

آزمائش بن جاتا ہے۔

اچھا اور مخلص دوست

وہ نہیں ہوتا جو کہے

کہ سب کر رہے ہیں

تو تم بھی کر لو،

کچھ نہیں ہوگا۔

اچھا اور مخلص دوست

وہ ہوتا ہے

جو تمہیں اچھائی کی طرف لے جائے،

برائی سے روکے،

اور تمہارے ضمیر کو

زندہ رکھے۔

اور پھر

تم اسے صرف

اس دنیا تک محدود نہیں رکھتے،

بلکہ دل سے یہ دعا کرتے ہو

کہ وہ فِی الدنیا بھی

تمہارے ساتھ رہے

اور آخرت تک

تمہاری رفاقت میں ہو۔

اگر دوست نیک ہو،

تو اس کے لیے

دل سے یہی دعا نکلتی ہے—

فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃ۔

لیکن شرط یہ ہے

کہ وہ واقعی نیک ہو،

اور تمہیں بھی

اچھی راہوں کی طرف لے جائے،

نیکی کی طرف چلائے،

برائی سے روکے۔

ایسے دوست کے ساتھ

دل سکون پاتا ہے،

اور دعا

صرف اس کے لیے نہیں،

تمہارے لیے بھی

روشنی بن جاتی ہے۔

اس رات وہ کتاب پڑھ رہی تھی۔

اچانک فون پر نوٹیفکیشن آیا۔

اس نے سوچا

شاید گروپ کا پیغام ہوگا۔

مگر نظر نام پر پڑی

تو غلط فہمی ٹوٹ گئی۔

پیغام حاشر کا تھا۔

وہ اسکرین کو خاموشی سے دیکھتی رہی۔

صرف تین لفظ تھے—

"کیسی ہیں آپ؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔

موبائل بند کر دیا۔

گناہ سے پہلے کی زندگی

کتنی حسین ہوتی ہے۔

نہ پریشانی۔

نہ گِلٹ۔

بس سکون۔

یہی وہ لمحہ تھا

جب اس نے گناہ چھوڑ دیا۔

نہ محرم

نہ محرم ہی ہوتا ہے۔

کہتے ہیں نا—

وہ کھڑکی بند کر دو

جس سے دل خراب ہو۔

چاہے منظر

کتنا ہی خوبصورت ہو۔

نامحرم کی محبت

سانپ کی طرح ہوتی ہے۔

جو پہلے نہیں ڈستا۔

وہ انتظار کرتا ہے۔

صحیح لمحے کا۔

اور جب دھیان ہٹے—

وار کر دیتا ہے۔

اس کا زہر

سلو پوائزن ہوتا ہے۔

آہستہ آہستہ۔

درد دیتا ہے۔

مگر فوراً نہیں مارتا۔

تڑپا تڑپا کر

ختم کرتا ہے۔

کاش ہم لڑکیاں

یہ بات سمجھ جائیں۔

دو پل کی خوشی۔

چند میسجز۔

اور ہم

اسے محبت سمجھ بیٹھتی ہیں۔

اس نے گروپ چھوڑ دیا۔

دو ٹوک کہہ دیا

کہ وہ شامل نہیں ہونا چاہتی۔

منزہ نے سمجھایا۔

مگر اس نے نرمی سے کہا—

تم میری دوست ہو۔

میں نہیں چاہتی

ہماری دوستی خراب ہو۔

کسی تیسرے کی وجہ سے۔

اس لیے

یہ بات یہیں ختم۔

نہ غصہ تھا۔

نہ بدتمیزی۔

بس فیصلہ۔

منزہ چلی گئی۔

اس نے انسٹاگرام ڈیلیٹ کر دیا۔

مگر ایک غلطی رہ گئی۔

اکاؤنٹ ڈیلیٹ نہیں کیا۔

اور اسے کیا خبر تھی—

یہی غلطی

اسے عمر بھر

سکون سے جینے نہیں دے گی۔

کیا تم نے کبھی رازوں سے پردہ اٹھتے دیکھا ہے؟

ایسے راز، جو کسی ایک زندگی کو تباہ کرنے کے لیے کافی ہوتے ہیں۔

وہ راز جو اس لیے دفن کر دیے جاتے ہیں

کہ کہیں کسی کو ان سے نقصان نہ ہو۔

مگر اگر وہی راز کسی ایسے شخص کے ہاتھ لگ جائیں

جو نفرت میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہو—

تو پھر کیا ہوگا؟

کیا مجھے واقعی یہ بتانے کی ضرورت ہے؟

اس کے ہاتھ

اس وقت خون سے سنے ہوئے تھے۔

تازہ خون

اس کی انگلیوں پر تھا۔

اور اس کی سفید قمیص پر۔

سامنے

اس کے ابّا کی لاش پڑی تھی۔

خون میں لت پت۔

وہ سانس روکے

وہیں کھڑا تھا۔

"ارزل۔۔۔!"

یہ آواز

اس نے سنی۔

راہبہ کی آواز۔

وہ تقریباً دوڑتی ہوئی

اس کے پاس آئی۔

وہ اس کی بہن تھی۔

اس سے پانچ سال بڑی۔

"ارزل، یہ سب...؟"

وہ کہہ رہی تھی۔

اور وہ—

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔

"میں... یہ... سب—"

مگر الفاظ

بن ہی نہ سکے۔

آواز

حلق میں اٹک گئی۔

اور خاموشی

ہر چیز پر

حاوی ہو گئی۔

"تم...

تم یہاں سے چلے جاؤ، ارزل!"

اس نے اس کا رُخ

اپنی جانب کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپی، میں نے—"

"ارزل!

میں کہہ رہی ہوں نا،

یہاں سے چلے جاؤ!"

اس نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

اور اسے کمرے میں لے گئی۔

جلدی۔

بہت جلدی۔

اس کی قمیص اتاری۔

اور ایک اور قمیص

اس کے ہاتھ میں تھما دی۔

"جاؤ۔

فوراً چینج کرو۔"

وہ خاموش کھڑا تھا۔

آنکھیں خالی تھیں۔

بالکل خالی۔

راہہ نے اسے ہلایا۔

"ارزل!

تم سن رہے ہو؟"

وہ اس کی آنکھوں میں

دیکھ کر بول رہی تھی۔

"تم یہاں سے جا رہے ہو۔"

"اور جب تک میں نہ کہوں،

واپس نہیں آؤ گے۔"

"سمجھ رہے ہو؟"

وہ بس

اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

"تم نے کچھ نہیں کیا۔"

"تمہیں کچھ پتا نہیں۔"

"یہ ہاتھوں پر جو ہے—

یہ رنگ ہے۔"

"صرف رنگ۔"

اس کا لہجہ

جیسے اسے

ہپناٹائز کر رہا ہو۔

"ارزل ابراہیم،

تم نے کچھ نہیں کیا۔"

الفاظ

اس کے کانوں میں اترتے گئے۔

"تم کچھ نہیں جانتے۔"

اس نے سر ہلایا۔

"میں نے کچھ نہیں کیا۔"

"مجھے کچھ پتا نہیں۔"

"میرے ہاتھوں پر

بس رنگ ہے۔"

"لال رنگ..."

وہ اب

وہی الفاظ

دہرا رہا تھا۔

بار بار۔

یہ وہی رات تھی

جس کے بعد اگلے دن

آئزا کو پتا چلا

کہ وہ چلا گیا ہے۔

مگر کچھ دنوں بعد

جب وہ واپس آیا،

تو وہ پہلے جیسا نہیں رہا۔

خاموش۔

بہت زیادہ خاموش۔

جیسے

کچھ اس کے اندر

ہمیشہ کے لیے

ٹوٹ گیا ہو۔

کہتے ہیں...

ہدایت سب کو نہیں ملتی۔

نہ وہ جو بس زبان سے چاہے، اور نہ وہ جو دل میں غرور لیے پھرتا ہے۔

ہدایت صرف اُسے ملتی ہے... جو واقعی راستہ ڈھونڈنا چاہتا ہے۔

جو ٹوٹا ہوا ہو، بکھرا ہوا ہو،

لیکن دل کے کسی کونے میں روشنی کی ایک کرن باقی ہو۔

ایسا شخص جب ہاتھ اُٹھاتا ہے،

تو رب اُس کے قدموں تلے سے اندھیرے ہٹا دیتا ہے...

اور ہدایت کا دروازہ اُس پر کھول دیتا ہے —

خاموشی سے، نرمی سے،

لیکن ہمیشہ کے لیے۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ

اسلام قبول کرنے کے فوراً بعد...

انسان کے دل کو یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ

یہ سب کچھ خود سے نہیں ہوا،

یہ راستہ خود چل کر میرے پاس آیا ہے۔

کیونکہ ہدایت...

طلب پر ملتی ہے، نصیب پر نہیں۔

کہتے ہیں...

وقت سب کچھ ٹھیک کر دیتا ہے۔

زخموں پر مرہم رکھتا ہے،

آنکھوں سے آنسو چرا لیتا ہے،

دل کا شور خاموش کر دیتا ہے۔

لیکن یہ سب

تب تک ہوتا ہے...

جب زخم صرف جسم کے ہوں۔

دل کے زخم؟

وہ وقت کے ساتھ

اور گہرے ہو جاتے ہیں۔

دل ایک بار ٹوٹ جائے تو

ہمیشہ کے لیے بدل جاتا ہے۔

پھر چاہے

کتنی ہی بار جوڑا جائے،

چاہے

کتنی ہی محبت ہو،

کتنا ہی مان ہو—

وہ پہلی سی بات

پھر کبھی نہیں رہتی۔

دل کانچ کی طرح ہوتا ہے۔

نازک۔

شفاف۔

جلدی ٹوٹ جانے والا۔

کبھی بڑی اذیت سہہ لیتا ہے،

خاموش رہتا ہے،

تڑپتا ہے...

مگر ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

اور کبھی

کسی چھوٹے سے لفظ پر،

کسی اشارے پر،

کسی نظر سے—

ٹوٹ کر

بکھر جاتا ہے۔

اور جب دل بکھرتا ہے نا...

تو وہ صرف بکھرتا نہیں،

اندر سے

ختم ہو جاتا ہے۔

میں کہتی ہوں...

جو چیز صرف ٹوٹے،

وہ جوڑی جا سکتی ہے۔

دھوکے،

غلط فہمیاں،

دوریاں—

سب ٹھیک ہو سکتا ہے،

اگر صرف دل ٹوٹا ہو۔

مگر اگر دل بکھر جائے؟

تو پھر

کیا بچے گا سنبھالنے کو؟

کون سا ٹکڑا

کہاں فٹ آئے گا؟

کہاں سے ڈھونڈو گے

خود کو

جو تم پہلے تھے؟

ہر ٹکڑا

ایک یاد ہے۔

ہر زخم

ایک کہانی۔

اور ہر کہانی میں

وہ لمحہ چھپا ہوتا ہے—

جب تم نے مسکرا کر

سب کچھ سہہ لیا تھا۔

اور دنیا کو بتا دیا تھا

کہ تم ٹھیک ہو...

جبکہ

تم تھیں نہیں۔

تم نے کہا تھا

تم ابّا جیسے نہیں ہو۔

لیکن تم

بالکل ویسے ہی ہو۔

ابّا نے شادی کی،

تم نے آپشن رکھا۔

بس یہی فرق ہے۔

ورنہ ابّا نے بھی

یہی کہا تھا—

"پیار ہو گیا تو

میں کیا کرتا؟"

"آئرا، میری بات سنو—"

وہ اسے سمجھانے کی

کوشش کر رہا تھا۔

"ایسا نہیں ہے—"

"نہیں، ازران!

مجھے کچھ نہیں سمجھنا۔"

"میں ایک آپشن تھی

تمہارے لیے۔"

"دانیہ نہ ہو

تو میں۔"

"میں غلط تھی۔"

"مجھے لگا

تمہیں محبت ہے۔"

"لیکن نہیں—

تمہیں محبت نہیں تھی۔"

"تم نے مجھے

آپشن میں رکھا تھا!"

وہ چیخ رہی تھی۔

آواز نہیں—

دل ٹوٹ رہا تھا۔

یہ اُن کی منگنی کے ایک ہفتے بعد کا ذکر ہے،

جب اس نے دانیا اور اُس کی باتیں سن لی تھیں۔

وہ کسی کام سے دانیا کے کمرے کے پاس سے گزر رہی تھی

کہ اچانک اُن دونوں کی آوازیں اُس کے کانوں میں پڑیں۔

اُس کا وجود جیسے پتھر کا ہو گیا۔

اُسے اپنے کانوں پر یقین نہ رہا۔

وہ کافی دیر وہیں کھڑی اُن کی باتیں سنتی رہی،

پھر خاموشی سے اپنے کمرے میں آ گئی۔

اُسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو کچھ اُس نے سنا ہے،

کیا وہ واقعی سچ ہے۔

کچھ ہی دیر بعد ازران اُس کے کمرے میں آیا۔

اُسے اس حالت میں وہاں بیٹھا دیکھ کر بس ایک لمحے کو

اُسے لگا کہ کہیں اس نے کوئی بات تو نہیں سن لی،

مگر پھر اس خیال کو جھٹک کر وہ اُس کے پاس آ گیا۔

"ایرا، مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔

نکاح سے پہلے ہم کچھ باتیں طے کر لیتے ہیں۔"

اُس نے اُس کی طرف نہیں دیکھا۔

"سن رہی ہوں،" اُس کی آواز میں کچھ تھا، مگر وہ خاموش رہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم بہت سادہ نکاح کریں۔

بہت کم لوگوں کو بلائیں—بس چند رشتہ دار اور کچھ دوست۔

مجھے یہ سب شور شرابہ پسند نہیں، نہ ہی فضول خرچی۔"

"آپ دانیا سے محبت کرتے تھے نا؟"

وہ سامنے دیوار کی طرف دیکھتے ہوئے بولی،

یوں جیسے کوئی خبرنامہ سنا رہی ہو۔

"دانیا نے آپ کو چھوڑ دیا،

کیونکہ وہ آزاد زندگی گزارنے کی عادی تھی۔

اُسے پابندیاں پسند نہیں تھیں۔"

ازران کو یوں لگا جیسے اُس کی جان نکل رہی ہو۔

محبت میں کبھی آپشنز نہیں ہوتے، ازران۔

یہ کوئی ٹافی نہیں کہ یہ نہ ملی تو وہی سہی۔

آپ کو محبت تھی ہی نہیں۔

اگر آپ کو مجھ سے محبت تھی تو آپ کو دانیا سے نہیں تھی،

اور اگر اُس سے تھی تو مجھ سے نہیں۔

وہ یہ سب نہایت سکون سے کہہ رہی تھی۔

اُس نے ایک بار بھی اُس کی طرف نہیں دیکھا۔

ازران کو یوں لگا جیسے کسی نے بھری محفل میں

اُس کے چہرے پر طمانچہ مار دیا ہو۔

نہیں، آئزا... یہ سب ایسا نہیں ہے۔

مجھے تم سے محبت ہو گئی۔

میں نے... میں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا۔

مجھے تم سے محبت ہو گئی تھی—

اس پر میرا اختیار نہیں تھا، اُس نے کہا۔

وہ کہہ رہا تھا—

اپنی محبت کو ثابت کر رہا تھا کہ یہ سب جھوٹ نہیں ہے۔

اُس نے اس پورے وقت میں پہلی بار اُس کے چہرے کی جانب دیکھا۔

آہ... کاش وہ بےوفا نہ ہوتا،

تو کتنا اچھا ہوتا۔

وہ بس یہی سوچ ہی پائی۔

"میری بات سنو، یار...

ہم اس کو وقت دیں گے۔

یہ سب ایک ساتھ نہیں سمجھا جا سکتا۔

بس ایک بار تو میرا یقین کرو۔"

آپ کو پتا ہے محبت پر اختیار نہیں ہوتا—

آپ نے سچ کہا۔

لیکن وفا کا کیا؟

آپ کو معلوم ہے وفا کیا ہوتی ہے؟

کہ جب آپ کسی سے سچے دل سے محبت کریں

تو کسی غیر محرم پر اُٹھی ہوئی

آپ کی نظر بھی حرام ہو جاتی ہے۔

آپ اُس ایک کے لیے

سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔

محبت میں یہاں وہاں

نظریں جانا بھی

شرک ہوتا ہے۔

وہ اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

یہ سب کہہ رہی تھی۔

"میں، آئرا، آپ سے ہر تعلق ختم کرتی ہوں۔

آپ میرے لیے مر چکے ہیں۔

بھول جائیں کہ کبھی آپ کی زندگی میں کوئی ایرا بھی تھی۔"

"آئرا، میری بات سنو—" اُس نے کہنا چاہا۔

"میں آپ سے ہر رشتہ آج، اسی وقت ختم کرتی ہوں۔

بس دعا کریں کہ مجھے آپ سے نفرت نہ ہو،

کیونکہ میں نے آپ سے کبھی محبت کی تھی۔"

یہ کہتے ہوئے اُس نے اُسے کمرے سے نکل جانے کو کہا۔

وہ اُس کی جانب دیکھتا رہا،

کچھ بول نہ پایا۔

"GET THE HELL OUT OF MY LIFE, MR. AZRAN AHMAD!"

وہ چیخ اُٹھی۔

اگر کوئی پوچھتا کہ

سب کچھ حاصل کر کے

سب کچھ کھو دینا کیسا ہوتا ہے،

تو آج ازران اُس کو بتا سکتا تھا۔

وہ خالی ہاتھ کھڑا تھا—

اور کچھ دیر پہلے

ساری دنیا اُس کے ہاتھ میں تھی۔

وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔

رات کے تین بج رہے تھے۔

وہ کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔سب نے اُسے بلایا، مگر وہ نہ ہلی۔

تبھی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

وہ چونک کر اُٹھ بیٹھی۔

باہر کھڑے شخص کے پاس چابیاں تھیں۔

اُس نے دروازہ کھولا۔

اُس نے اُسے دیکھا—

وہ ابھی ابھی آیا تھا۔

اُسے دیکھتے ہی اُس کے گلے میں کچھ اٹک سا گیا۔

وہ رونا نہیں چاہتی تھی،

مگر آنسو رُک نہیں رہے تھے۔

وہ کسی کے سامنے نہیں روتی تھی،

کبھی بھی نہیں—

مگر جب جب یہ شخص اُس کے سامنے آتا،

وہ ٹوٹ جاتی۔

اور اس کی وجہ کوئی اور نہیں تھی،

سوائے اس کے کہ

وہ واحد تھا

جو اُسے جج نہیں کرتا تھا،

جو اُسے سنبھال لیتا تھا۔

وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا

اُس کے قریب آیا

اور نیچے اُس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

وہ اپنے ہاتھوں کو آپس میں ملائے

اُن کی طرف دیکھ رہی تھی۔

کچھ کہے بغیر

اُس نے اُسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

یہ آخری حد تھی۔

وہ رو دی —

بچوں کی طرح،

بے اختیار۔

Welcome in to prime urdu novels & publications.

پرائم اردو ناولز میں خوش آمدید۔

- پرائم اردو ناولز میں بحیثیت لکھاری شمولیت اختیار کریں اور اپنی تحریروں، ناولز، افسانوں کا پی ڈی ایف لنک حاصل کریں۔اور دنیا بھر میں ہماری ویب سائیٹ کے لاکھوں قارئین تک اپنی تحریر ایک کلک میں پہنچائیں۔ لیکن دھیان رہے کہانی بولڈ نہ ہو، کیونکہ بے حیائی پھیلانے والوں کے لئے سخت وعید آئی ہے۔۔

- اگر آپ اپنی تحریروں کو کتابی شکل میں محفوظ کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو خصوصی ڈسکاؤنٹ پر آپ کی مرضی کی تعداد میں کتابیں بنا کر دیں گے۔

- ہمارے گروپ میں اپنی تحریر اپنے پیج لنک کے ساتھ پوسٹ کریں اور اپنے پیج کی پروموشن کے لئے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

- اپنے پیج پر ہماری ویب سائیٹ کا پی ڈی ایف لنک شیئر کرکے اپنے ریڈرز کو پی ڈی ایف سے آف لائن ناولز پڑھنے کی سہولت فراہم کریں۔

- اپنے ناولز کو ویبسائیٹ کے ساتھ ساتھ دیگر سٹریمنگ پلیٹ فارمز جیسے یو ٹیوب پر بھی پڑھنے کی سہولت فراہم کریں اپنے ریڈرز کو۔

- اپنی تحریروں کے لئے دیدہ زیب اور دلکش ٹائٹل اور پرومو شنل پوسٹ بنوانے کے لئے ہمارے گرافک ڈیزائنر کی خدمات مفت حاصل کریں۔

- اگر آپ کو اپنی تحریروں کو لکھنے میں راہنمائی کی ضرورت ہو تو ہماری ٹیم میں موجود سینئر لکھاری آپ کو مکمل راہنمائی فراہم کریں گے۔

تو پھر دیر کس بات کی، ابھی ہمارے گروپ کو جوائن کریں اور اپنی تحریر پوسٹ کریں اور ہماری ٹیم کا حصہ بن جائیں۔کیوں کہ ہم اپنے سب لکھاریوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔مزید معلومات کے لئے ہمیں میسنجر پر انبکس کریں یا واٹس ایپ پر رابطہ کریں۔

Whatsapp : 03335586927

Prime Urdu Novels Group Link

https://www.facebook.com/groups/517883045059344/

وہ اُس کے پاس بیٹھا رہا۔

اُس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

بس اُسے رونے دیا۔

دونوں کے درمیان کوئی بات نہیں ہوئی۔

وہ روتی رہی، اور روتے روتے ہی سو گئی۔

ایہان نے اُس کے چہرے کی جانب نہیں دیکھا۔

اُسے اس حال میں دیکھ کر اُس کا دل ٹوٹ گیا تھا،

مگر وہ خاموش رہا۔

اُس نے اُسے بستر پر لٹا دیا،

اُس پر چادر ٹھیک سے اوڑھ دی،

اور کتنی ہی دیر

خاموشی سے کھڑا

اُسے دیکھتا رہا۔

پھر وہ چلا گیا۔

وہ خاموشی بھی

موت جیسی ہوتی ہے

جو

"اب پہلے جیسا کچھ نہیں رہا"

کے بعد آتی ہے۔

وقت رُک تو نہیں گیا تھا، مگر اُس کی روانی جیسے اُس دن سے بوجھل ہو گئی تھی۔

ہر شام اُدھوری سی لگتی، ہر صبح بے رنگ سی۔

کہتے ہیں...

جب لوگ چلے جاتے ہیں،

تو اپنے پیچھے یادوں کا ایک ایسا ان دیکھا بوجھ چھوڑ جاتے ہیں

جو ہر سانس کے ساتھ محسوس ہوتا ہے۔

کچھ لوگوں کے لیے وہ یادیں

زندگی گزارنے کا سہارا بن جاتی ہیں،

ہر مسکراہٹ میں، ہر آنسو میں اُن کی جھلک ہوتی ہے...

جیسے وہ کبھی گئے ہی نہیں۔

لیکن...

کچھ لوگوں کے لیے وہی یادیں

تلخ اذیت بن جاتی ہیں۔

ایسی اذیت جو وقت کے ساتھ کم نہیں ہوتی،

بلکہ ہر گزرتا لمحہ اُسے اور گہرا کر دیتا ہے۔

جاتے ہوئے لوگ شاید یہ نہیں سوچتے...

کہ اُن کے جانے سے صرف ایک زندگی ختم نہیں ہوتی،

بلکہ اُن سے جڑے کئی رشتے، کئی دل...

آہستہ آہستہ ٹوٹتے چلے جاتے ہیں۔

وہ تو خاموشی سے چلے جاتے ہیں،

لیکن پیچھے رہ جانے والے...

ہر دن، ہر رات، اُس جدائی کو جیتے ہیں۔

"حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ"

آؤ نماز کی طرف... آؤ نماز کی طرف...

"حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ"

آؤ کامیابی کی طرف... آؤ کامیابی کی طرف...

اُس نے خود کو سنبھالا، آنکھیں ملیں اور بستر سے اٹھ کر دھیرے سے واش روم میں چلا گیا۔

چند منٹ بعد وہ باہر آیا،

اس کی تھوڑی سے پانی ٹپک رہا تھا،

وضو کے قطروں میں ایک عجیب سی ٹھنڈک تھی۔

وہ جائے نماز اُٹھا کر چھت کی جانب چل دیا،

پیچھے ہر طرف خاموشی تھی...

بس فجر کی اذان کی آخری صدائیں رہ گئی تھیں۔

وہ آخری زینے پر پہنچا ہی تھا،

کہ اچانک اُس کی نظر سامنے پڑی...

لائٹ روشن تھی۔

"اس وقت؟"

وہ ٹھٹکا۔

قدموں میں ہلکی سی لرزش آئی۔

احتیاط سے، آہستہ آہستہ وہ آگے بڑھا۔

جیسے ہی وہ مکمل چھت پر پہنچا،

سامنے کا منظر دیکھ کر وہ ساکت ہو گیا—

سانسیں رُک گئیں۔

دل ایک لمحے کو دھڑکنا بھول گیا۔

آسمان پر ہلکی روشنی پھیل رہی تھی،

لیکن چھت پر،

ایک وجود،

نماز ادا کر رہا تھا۔

وہ کتنی ہی دیر تک اُسی کی جانب دیکھتا رہا۔

جب اُس نے سلام پھیرا تو اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کو محسوس کیا۔

پلٹ کر دیکھا تو ایہان کھڑا تھا — اُسی کی طرف نظریں جمائے۔

الیرا جائے نماز پر بیٹھی تھی،

اور ایہان سیڑھیوں کے پاس خاموش کھڑا تھا۔

دیکھنے والے کو یہ منظر کسی مکمل پینٹنگ کی مانند لگتا —

ایک ایسی پینٹنگ، جس میں ہر رنگ، ہر زاویہ، ہر احساس جیتا جاگتا تھا۔

الیرا کا رُخ ایہان کی جانب تھا۔

نرمی، تقدس، خاموشی — سب ایک فریم میں قید۔

یہ منظر مکمل تھا...

کیا واقعی یہ منظر مکمل تھا؟

احمر اور ملائکہ کی پہلی ملاقات ایک ایونٹ میں ہوئی۔

وہ کسی بزنس میٹنگ کے لیے نیویارک آیا تھا، جب اُس کی نظر ملائکہ پر پڑی۔

وہ سب سے الگ تھی۔

وہاں موجود ہر عورت نے لباس کے نام پر بس جسم کے چند حصے ہی ڈھانپ رکھے تھے،

مگر اس پوری محفل میں وہ واحد تھی جو سیاہ شلوار قمیص میں ملبوس تھی۔

بال کھلے تھے، کندھوں پر دوپٹہ تھا،

اور چہرے پر بہت ہلکا سا میک اپ۔

پہلی نظر میں جو بھی اُسے دیکھتا،

خود کو بار بار دیکھنے سے روک نہیں پاتا۔

وہ حسین تھی۔۔

بلا کی حسین۔

مگر اُسے اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

کیونکہ حسین عورت بھی تو

نصیب کی محتاج ہوتی ہے۔

احمر نے اُس سے بات کرنا چاہی،

مگر وہ دور ہی کھڑا

اُس کی جانب دیکھتا رہا۔

وہ شاید کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔

اُس کے چہرے پر غصہ نمایاں تھا۔۔

شاید فون کے دوسری جانب موجود شخص کو

وہ ڈانٹ رہی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد

وہ وہاں سے چلی گئی۔

اور احمر—

اُسے جاتا دیکھتا رہ گیا۔

وہ جو ایک ہفتے کے لیے آیا تھا،

مزید دو ہفتوں کے لیے رُک گیا۔

ایک رات جب وہ اپنے بزنس پارٹنر کے ساتھ ڈنر پر اُس کے گھر گیا،

تو ملائکہ کو دیکھ کر اُسے حیرت ہوئی—

مگر اُس کے دل میں ایک عجیب سی خوشی بھی جاگ اُٹھی۔

کیوں تھی؟

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

اسی رات اُسے پتا چلا کہ وہ حسان صاحب کی اکلوتی بیٹی ہے،

وہ ایک وکیل تھیں ،

اور اُن کے تمام لیگل معاملات بھی وہی دیکھتی ہے۔

اُسے حیرت نہیں ہوئی—

وہ ذہین تھی،

یہ تو دیکھنے والا بھی کہہ سکتا تھا۔

کچھ دنوں بعد احمر نے حسان سے

ملائکہ کو پسند کرنے اور شادی کا خیال ظاہر کیا۔

اُسے لگا تھا شاید وہ ناراض ہوں گے یا کچھ کہیں گے،

مگر ایسا کچھ نہ ہوا—

بلکہ وہ بہت خوش ہوئے۔

البتہ اُنہوں نے ایک بار

ملائکہ سے بات کرنے کی مہلت مانگی۔

احمر کو اس کی ذرا سی بھی اُمید نہیں تھی۔

اور پھر کچھ ہی دنوں بعد،

نہایت سادگی سے

اُن کا نکاح اور رخصتی ہو گئی۔

وہ پاکستان اُن کے ساتھ آ گئی۔

وہ دونوں خوش تھے—

بہت خوش۔

شادی کے تین سال بعد

اللہ نے اُنہیں ایک بیٹے سے نوازا۔

ایہان احمر۔

اُس وقت اُن کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

وہ بچپن سے ہی ذہین تھا،

بالکل اپنے ماں باپ کی طرح—

خاموش طبیعت کا۔

وہ بارہ سال کا تھا اور اُس وقت وہ ہاسپٹل میں تھا۔

ایک ننھے سے وجود کو دیکھ رہا تھا جسے اُس کی ماما نے اُس کے ہاتھوں میں دیا تھا۔

پہلے تو وہ ڈر رہا تھا کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔

"اگر یہ رونے لگ گئی تو؟"

اُس نے معصومیت سے پوچھا۔

"تو تم چپ کروا دو گے،" ملائکہ نے کہا۔

"لیکن یہ بہت چھوٹی ہے..."

اُس نے اُس کے ننھے ہاتھوں کو دیکھا۔

"تو تم بڑے ہو نا؟"

"ماما، میں اس کا خیال رکھ سکتا ہوں؟"

"ہاں، تمہیں ہی اس کا خیال رکھنا ہے،"

اُنہوں نے مسکرا کر کہا۔

"یہ بہت کیوٹ ہے،"

اُس نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ ہنس دی۔

"ہاں، تمہاری جیسی ہے۔"

"اس کی آنکھیں دیکھیں—

ہماری، سیم سیم آئیز ہیں، ماما!"

اس بار اُس نے اور خوشی سے کہا۔

"ہاں، بالکل سیم سیم،"

اُنہوں نے اُس کی تائید کی اور مسکرا دیں۔

"کیا میں اس کا نام رکھ سکتا ہوں؟"

اُس نے پوچھا۔

"ہاں، تم رکھ سکتے ہو۔"

تو اُس نے سوچنے والے انداز میں

اپنی ٹھوڑی کے نیچے انگلی رکھی۔

"آئرا احمر!"

اُس نے خوشی سے چہکتے ہوئے کہا۔

ملائکہ مسکرا دی۔

"ماما، کیا ہم اس کو اپنے پاس رکھ سکتے ہیں؟"

اس بار وہ ہنس دی۔

"ہاں، یہ ہمارے پاس رہے گی،

کیونکہ یہ آپ کی بہن ہے۔"

"NOPE MAMA, SHE'S A GIFT."

ملائکہ نے نرمی سے کہا۔

".SHE IS"

کیا ہم بات کر سکتے ہیں ؟

ارزل کے الفاظ نے اُسے ساکت کر دیا تھا۔

یہ اُس رات کے ایک ماہ بعد کا واقعہ ہے،

جب وہ لائبریری گئی تھی

کچھ کتابیں لینے۔

ارزل کو دیکھتے ہی

اُس کے قدم رُک گئے۔

وہ اُسے ایک سال بعد دیکھ رہی تھی۔

وہ بدل چکا تھا—

پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔

رسمی علیک سلیک کے بعد،

جب اُس نے اُسے اپنی شادی کے ٹوٹنے کی بات بتائی،

تو کچھ پلوں کے لیے

وہ خاموش ہو گیا۔

اُس نے اُس سے کوئی دوسری بات نہیں کی۔

وہ جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

وہ کافی دیر

وہیں کھڑا

اُسے دیکھتا رہا۔

پھر آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہوا آیا

اور اُس کے سامنے ہی

کرسی پر بیٹھ گیا۔

وہ کتاب کھولے بیٹھی تھی،

مگر اُس کا ذہن

کہیں اور تھا۔

"تم نے بتایا کیوں نہیں؟"

بہت دیر بعد وہ بولا۔

اُس کی آواز اتنی دھیمی تھی

کہ شاید وہ خود بھی

مشکل سے سن پا رہا تھا۔

اُس نے کتاب سے نظریں نہیں اُٹھائیں۔

"تم نے کبھی پوچھا ہی نہیں۔"

"ہم دوست تھے،" اُس نے کہا۔

"دوستی ختم بھی تو تم نے نہیں کی تھی،"

اُس نے جواب دیا۔

"میں واپس بھی تو آیا تھا نا—

لیکن تم نے بات کرنے سے انکار کر دیا۔"

"کیونکہ میں ناراض تھی۔"

"دوستوں میں کیسی ناراضگی؟

کہ سامنے والا خود چل کر آئے

تو بھی منہ پھیر لو؟"

"تمہیں مجھے منانا چاہیے تھا نا، ارزل؟"

اُس نے کہا۔

"تم نے کہا تھا

تم میرا چہرہ تک نہیں دیکھنا چاہتیں،

تو میں چلا گیا۔"

"تم نے مجھے بہت hurt کیا ہے،ارزل..."

اُس کی آواز رُندھ گئی۔

"میں سوری ہوں، آئرا۔"

"تمہیں پتا ہے؟

اُس نے مجھے option رکھا تھا، ارزل..."

اب وہ بچوں کی طرح شکوہ کر رہی تھی۔

"محبت میں تو options نہیں ہوتے نا..."

وہ کہہ رہی تھی۔

اُس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہے، ارزل؟

وہ کہتا تھا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے..."

وہ خاموشی سے سنتا رہا۔

"ارزل... کیا میں اتنی بری ہوں

کہ مجھے options میں رکھا گیا؟

نہیں نا؟

پھر اُس نے ایسا کیوں کیا؟"

اب وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

لائبریری میں بیٹھے لوگ

مڑ مڑ کر اُن کی طرف دیکھنے لگے۔

"آئرا—"

اُس نے کچھ کہنا چاہا،

مگر وہ اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں جا رہی ہوں۔"

وہ پلٹی—

مگر اُس کے قدم رُک گئے

جب اُس نے اپنے پیچھے

ارزل کی آواز سنی۔

"کیا تم مجھے کبھی معاف نہیں کرو گی؟"

اُس نے پوچھا۔

اُس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں،

وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تم... تم میری واحد دوست تھی۔

میں تمہارے پاس آیا تھا بات کرنے،

اور تم نے کہا تھا کہ میں مر جاؤں—

اور میں اُسی وقت مر گیا تھا..."

وہ کہہ رہا تھا۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتی تھیں؟

تم نے کہا تھا

کہ میں تمہارا کچھ نہیں لگتا—

صرف اس لیے کہ میں نے تم سے کہا تھا

کہ ازران کو چھوڑ دو۔

تم نے کچھ نہیں کہا،

تم وہاں سے چلی گئیں،

اور بعد میں مجھے میسج کر کے کہہ دیا

کہ ہماری دوستی ختم ہو گئی ہے۔

میں نے تم سے بہت بار رابطہ کرنے کی کوشش کی،

لیکن تم نے کیا کیا؟

تم نے مجھے بلاک کر دیا۔

یار، ایسا کون کرتا ہے؟

تمہیں پتا ہے امّی کی death ہو گئی تھی؟

سب آئے تھے—

ایہان بھائی، دانیہ، سب—

لیکن تم نہیں آئیں۔

کیا تم اُس وقت

اپنی ناراضگی کو

تھوڑی دیر کے لیے سائیڈ پر نہیں رکھ سکتی تھیں؟

لیکن نہیں...

تم نے نہیں کیا، یار...”

"تم بُری ہو، یار...

تم نہیں آئیں۔

میں بہت رویا تھا—

بہت۔

مجھے تمہارا انتظار تھا،

تم نہیں آئیں۔

میں نے تمہیں کال بھی کی،

اور تم نے کہا

کہ تم بات نہیں کرنا چاہتیں۔"

"تم ضدی ہو—

بہت ضدی!"

وہ کہہ رہا تھا،

اور وہ خاموش کھڑی سنتی رہی۔

"میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا

اس سب کے لیے—"

یہ کہتے ہوئے

وہ اُٹھا

اور چلا گیا۔

وہ وہیں کھڑی

اُسے جاتا دیکھتی رہی۔

کبھی کبھی

انسان کو اپنی ضد چھوڑ دینی چاہیے—

ورنہ

جو سب سے عزیز ہوتا ہے

وہی چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

آج

اُسے اس بات کا احساس ہوا تھا۔۔۔

اُس کا سب سے قریبی

اُسے چھوڑ کر

چلا گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ختم شد

منزلوں کا راستہ تم

منزلوں کے پیچھے بھاگے پھرتے ہو...
کیا معلوم ہے کہ منزل کیا ہے؟
اگر پتا ہے تو بتاؤ...
مل گئی تو کیا کرو گے؟
عجیب لوگ ہیں یہ بھی...
جو بھاگتے رہتے ہیں، رکتے نہیں، سوچتے نہیں۔
کبھی کسی خواب کے پیچھے،
کبھی کسی انسان کے۔
کیا تھک نہیں جاتے یہ لوگ؟
کسی کے پیچھے بھاگتے ہوئے،
خود کو کہیں پیچھے چھوڑ آتے ہیں۔
پھر ایک دن رُکتے ہیں،
تو احساس ہوتا ہے—
منزل نہیں، خود کھو گئے ہیں۔

انگبین فاطمہ

https://primeurdunovels.com/